

ازعدالت عظمیٰ

کیشتراموہن سنیا سی۔

سپرندھوکھان

20 اکتوبر

1953

بنام

کمشنر ائڈمنٹس، معنربنی بنگال۔

[پنجابی شاستری چیف جسٹس، ایس آرداس، ویوین بوس، غلام حسن اور بھگوتی جسٹس صاحبان]

اضافی منافع ٹیکس ایکٹ (XV بابت 1940)، دفعہ 8(1) دو ہندو غیر منقسم خاندانوں کے کرتوں کے درمیان شراکت داری۔ کرتوں کی موت۔ بیٹوں کے ذریعے شراکت داری جاری رہی۔ اس طرح کی شراکت داری کی نوعیت۔ ہر شاخ کے اراکین کی علیحدگی۔ آیا فرم کی آئین میں رد بدل ہوتا ہے۔ خامیوں کو آگے بڑھائیں۔

اگرچہ دو ہندو غیر منقسم خاندانوں کے کرتوں کی طرف سے کی گئی شراکت داری کو عام طور پر دو ہندو غیر منقسم خاندانوں کے درمیان ایک کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ قانون کی نظر میں یہ دونوں کرتوں کے درمیان شراکت داری ہے، اور خاندان کے دیگر افراد اصل میں شراکت دار نہیں بنتے ہے۔ ہندو غیر منقسم خاندان کے انفرادی اراکین کی مرضی ہے کہ وہ دوسرے ہندو غیر منقسم خاندان کے انفرادی اراکین کے ساتھ شراکت داری کریں لیکن ایسی صورت میں اسے دو ہندوؤں کے درمیان شراکت داری نہیں کہا جاسکتا۔

دوالگ الگ بھائی جو ہندو قانون کے دیا بھگا اسکول کے زیر انتظام تھے، اپنے اپنے خاندانوں کے

کارتوں کی حیثیت سے، شراکت داری میں مصروف رہے اور کچھ سالوں تک اسے جاری رکھا۔ 1932 میں ان میں سے ایک کا انتقال ہو گیا اور ان کے چار بیٹے جو ان کے درمیان غیر منقسم تھے، انہیں شراکت داری میں داخل کیا گیا۔ دوسرے بھائی کا بھی 1934 میں انتقال ہو گیا اور اس نے چار بیٹے چھوڑے، اور اس کے بعد دونوں بھائیوں کے بیٹوں نے شراکت داری جاری رکھی، ہر شاخ کے اراکین نے آپس میں ایک علیحدہ مشترکہ خاندان تشکیل دیا۔ 13 اپریل 1943 کو دونوں خاندان آپس میں الگ ہو گئے، اور یہ کاروبار ان آٹھ بیٹوں نے چلایا جنہوں نے 14 اپریل سے خود کو شراکت میں تشکیل دیا۔ اپیلٹ ٹریبونل نے پایا کہ 14 اپریل 1943 سے پہلے، شراکت داری دو ہندو غیر منقسم خاندانوں کے درمیان تھی اور اس تاریخ سے شراکت داری دو خلل زدہ خاندانوں کے آٹھ انفرادی افراد کے درمیان تھی:

یہ کہا گیا، (i) چونکہ اپیلٹ ٹریبونل کا نتیجہ ایک حقیقت تھی، اس لیے ٹیکس دہندگان کے لیے یہ دعویٰ کرنا اختیاری نہیں تھا کہ 14 اپریل 1943 سے پہلے شراکت داری بھی آٹھ افراد کی شراکت داری تھی۔ (ii) جیسا کہ اپیلٹ ٹریبونل کے ذریعے پائے گئے حقائق پر 14 اپریل 1943 کو زائد منافع ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 8 کے معنی میں کاروبار کرنے والے افراد میں تبدیلی تھی، اور 14 اپریل سے پہلے ہونے والی خامیوں کو قابل وصول حسابی مدت کے اضافی منافع سے نہیں کاٹا جاسکتا۔

دیوانی اپیلیٹ دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 173 بابت 1952-

1950 کے انکم ٹیکس ریفرنس نمبر 64 میں کلکتہ میں باختیار عدالت عالیہ (چکرورتی اور ایس آر داس گپتا جسٹس صاحبان) کے 20 جون 1951 کے فیصلے اور حکم سے اپیل، جو 25 جولائی 1949 کے مشترکہ حکم نامے سے پیدا ہوتا ہے، عدالت انکم ٹیکس اپیلیٹ ٹریبونل کے ای۔ پی۔ ٹی۔ اے نمبرات 550، 551 اور 552 بابت 1948-49-

اپیل کنندہ کی طرف سے: این۔ سی۔ چٹرجی (بشمول اے کے دت)۔

مدعا علیہ کی طرف سے: بھارت کے سالیٹیئر جنرل کے سی۔ ڈیفٹری (بشمول جی۔ این جوشی)۔

20 اکتوبر 1953ء - عدالت کا فیصلہ جسٹس داس کے ذریعے سنایا گیا

جسٹس داس - یہ انکم ٹیکس اپیلیٹ ٹریبونل کے ذریعے انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 66(1) کے تحت اضافی منافع ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 21 کے ساتھ پڑھے گئے حوالہ پر کلکتہ عدالت عالیہ کی بیچ کے ذریعے 20 جون 1951 کو سنائے گئے فیصلے اور حکم پر اپیل ہے جس کے تحت عدالت عالیہ نے مندرجہ ذیل سوال کا مثبت جواب دیا:-

"کیا اس معاملے کے حقائق اور حالات پر اضافی منافع ٹیکس ایکٹ، 1940 کی دفعہ 8(1) کے معنی میں کاروبار کرنے والے افراد میں تبدیلی آئی ہے، جو 14 اپریل 1943 کو نافذ ہوا، جب کاروبار، جو پہلے دو دیا بھاگا ہندو غیر منقسم خاندانوں کے درمیان شراکت میں کیا جاتا تھا، دونوں خاندانوں کے الگ الگ مرد افراد کے درمیان جزوی شراکت داری کے ذریعے چلایا جاتا تھا؟"

یہ تنازعہ اپیل کنندہ فرم کے تین قابل وصول حسابی ادوار یعنی 14 اپریل 1943 سے 13 اپریل 1944، 14 اپریل 1944 سے 13 اپریل 1945، اور 14 اپریل 1945 سے 31 مارچ 1946 کے لیے اضافی منافع ٹیکس کی تشخیص سے وقت پیدا ہوا۔ مذکورہ بالا قابل وصول حسابی ادوار کے دوران ٹیکس دہندہ کی حیثیت بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 26-الف کے تحت رجسٹرڈ فرم کی تھی۔ 13 اپریل 1944 کو ختم ہونے والی قابل وصول حسابی مدت میں معیاری منافع سے زیادہ منافع نہیں تھا لیکن اس میں 12,804 روپے کی کمی تھی۔ تشخیص کنندہ نے دعویٰ کیا کہ کل خامیاں 84000 روپے سے زیادہ ہیں۔ پچھلے سالوں سے لے کر 13 اپریل 1943 کو ختم ہونے والی قابل وصول حسابی مدت کو 12,804 کی رقم میں شامل کیا جانا چاہیے۔ اور مجموعی رقم کو اضافی منافع ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 7 کے تحت آگے بڑھایا جانا چاہیے۔ اضافی منافع ٹیکس افسر نے اس دلیل کو اس بنیاد پر مسترد کر دیا کہ کاروبار کرنے والے افراد میں تبدیلی آئی ہے اور پرانے کاروبار کو بند کر دیا گیا متصور کیا جانا چاہیے اور اضافی منافع ٹیکس قانون کی دفعہ 8 کے معنی میں ایک نیا کاروبار شروع ہونا چاہیے اور اس میں صرف 12,804

روپے سے زیادہ کی رقم شامل کی گئی ہے۔ 13 اپریل 1945 کو ختم ہونے والی قابل وصول اکاؤنٹنگ مدت میں، 88,652 روپے کا منافع ہوا تھا۔ معیاری منافع اور اضافی منافع ٹیکس افسر نے صرف 12,804 روپے کی اجازت دی، اسے کمی کے طور پر آگے لایا گیا اور کمپنی کا تخمینہ لگایا گیا کہ خالص اضافی رقم 75,848 روپے ہے۔ انہوں نے ٹیکس دہندہ کی اس دلیل کو مسترد کر دیا کہ 14 مارچ 1943 سے پہلے جمع ہونے والی کمی کو بھی اس قابل وصول اکاؤنٹنگ مدت کے اضافی منافع سے کاٹ لیا جانا چاہیے۔ 31 مارچ 1946 کو ختم ہونے والی قابل وصول اکاؤنٹنگ مدت میں، 13 اپریل 1943 کو ختم ہونے والی قابل وصول اکاؤنٹنگ مدت تک جمع ہونے والی کمی کی وجہ سے جو کچھ بھی اجازت دی گئی تھی اس میں کوئی کٹوتی نہیں کی گئی تھی۔

ٹیکس دہندہ کی طرف سے تین الگ الگ اپیلیں، اضافی منافع ٹیکس افسر کے تین احکامات کے خلاف اپیلٹ اسسٹنٹ کمشنر کے سامنے کی۔ اپیلیٹ اسسٹنٹ کمشنر نے تشخیص کی تصدیق کی اور اپیلوں کو مسترد کر دیا۔ مزید اپیلیں انکم ٹیکس اپیلیٹ ٹریبونل میں لی گئیں۔ 25 جولائی 1949 کو دیے گئے ایک حکم کے ذریعے اپیلیٹ ٹریبونل نے تینوں اپیلیں مسترد کر دیں۔ اس کے بعد بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 66(1) کے ساتھ اضافی منافع ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 21 کے تحت اپیلٹ ٹریبونل کے سامنے تین درخواستیں کی گئیں۔ اس کے بعد اپیلٹ ٹریبونل نے مقدمے کا بیان تیار کیا اور عدالت عالیہ کی رائے کے لیے مذکورہ سوال پیش کیے۔ عدالت عالیہ نے اپیلٹ ٹریبونل سے قرارداد ہوئے اس سوال کا جواب ہاں میں دیا۔ لہذا بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 66-الف (2) کے تحت عدالت عالیہ کی طرف سے دیئے گئے سرٹیفکیٹ کے تحت موجودہ اپیل۔ اس اپیل کی حمایت میں پیش ہونے والے قابل وکیل کھیترا موہن سدھو کھن اور سنیا سی چرن سدھو خان کے مطابق جو دو بھائی تھے جو دیا بھاگا اسکول آف بھارتیہ قانون کے زیر انتظام تھے اور کئی سال پہلے ایک دوسرے سے الگ ہو گئے تھے۔ دونوں الگ الگ بھائیوں نے، اپنے اپنے خاندانوں کے کارتوں کی حیثیت سے، کھیترا موہن سدھو خان اور سنیا سی چرن سدھو خان کے نام اور انداز کے تحت شراکت میں کاروبار شروع کیا، جس کے منافع اور نقصان میں ہر ایک کا آٹھ انا حصہ تھا۔ سنیا سی چرن سدھو خان کا 1932 میں انتقال ہو گیا اور ان کے بیٹوں کو شراکت داری میں داخل کیا گیا اور یہ کاروبار کھیترا موہن سدھو خان اور سنیا سی چرن سدھو خان کے بیٹوں نے جاری رکھا۔ کھیترا موہن

سدھوکن کا 1934 میں انتقال ہو گیا اور 17 جون 1934 کو کھیترو موہن سدھو خان کے بیٹوں اور سنیا سی چرن سدھو خان کے بیٹوں نے شراکت داری میں کاروبار جاری رکھا۔ اگرچہ یہ کاروبار شراکت داری میں چلایا جاتا تھا، لیکن ہر شاخ کے اراکین نے اپنے درمیان 13 اپریل 1943 تک ایک الگ ہندو غیر منقسم خاندان تشکیل دیا، جب دونوں خاندانوں کے درمیان علیحدگی ہو گئی۔ تاہم، دونوں شاخوں کے اراکین کی جانب سے شراکت داری میں کاروبار جاری رہا۔ کہا جاتا ہے کہ 19 ستمبر 1943 کو آٹھ شراکت داروں کے درمیان شراکت داری کا ایک معاہدہ انجام دیا گیا اور بالآخر شراکت داری کا ایک اور معاہدہ 28 دسمبر 1944 کو انجام دیا گیا۔ قابل وکیل کی دلیل یہ ہے کہ یہ فرم اصل میں دو غیر منقسم ہندوؤں کی شراکت داری تھی۔ خاندانوں کی نمائندگی ان کے متعلقہ کرتوں کھیترو موہن سدھو کھان اور سنیا سی چرن سدھو کھان نے کی اور یہ کہ 17 جون 1934 کو اور اس کے بعد سے، کھیترو موہن سدھو کھان کے بیٹے اور سنیا سی چرن سدھو کھان کے بیٹے انفرادی طور پر فرم میں شراکت دار بن گئے اور فرم ہر مادی وقت پر اس طرح قائم رہی ہے اور اضافی منافع ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 8 کے معنی میں کاروبار کرنے والے افراد میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے۔ ہمیں ایسا لگتا ہے کہ یہ ایک بالکل نیا معاملہ ہے جو اب ٹیکس دہندہ کے سامنے رکھنے کے لیے اختیاری نہیں ہے۔

تشخیص کے دوران اضافی منافع ٹیکس افسر نے پایا کہ 14 اپریل 1943 سے پہلے یہ کاروبار دو ہندو غیر منقسم خاندانوں کے ذریعے چلایا جاتا تھا، یعنی 13 اپریل 1943 کو دونوں خاندان۔ اس میں خلل پڑا اور اس کے بعد سے دونوں خاندانوں کے انفرادی افراد نے شراکت داری کا ادارہ بنانے کے بعد کاروبار جاری رکھنا شروع کر دیا اور اس کے مطابق یہ نئے شراکت دار وہی افراد نہیں تھے جو افراد تھے۔ جس نے 13 اپریل 1943 تک کاروبار جاری رکھا۔ ٹیکس دہندہ کی طرف سے اپیلٹ اسسٹنٹ کمشنر کے سامنے مقدمہ یہ تھا کہ کاروبار دو ہندو غیر منقسم خاندانوں کے ذریعے 13 اپریل 1943 تک چلایا گیا تھا، جب دونوں خاندانوں کے درمیان خلل پڑا اور اس دن کے بعد آٹھ انفرادی اراکین نے خود کو شراکت میں تشکیل دیا اور کاروبار جاری رکھا۔ اپیلٹ ٹریبونل کے سامنے بھی یہی مقدمہ بنایا گیا تھا، یعنی کہ 13 اپریل 1943 تک یہ کاروبار دو یا بھاگا ہندو غیر منقسم خاندانوں یعنی کھیترو موہن کے خاندان کی شراکت داری سے متعلق تھا۔

سدھو خان جس میں چار بالغ مرد ممبر اور سنیسی چرن سدھو خان کا کنبہ بھی شامل ہے جس میں چار بالغ مرد ممبر بھی شامل ہیں اور یہ کہ 14 اپریل 1943 سے دونوں خاندانوں کے آٹھ ممبران نے خود کو شراکت میں تشکیل دیا اور کاروبار کو اسی طرح جاری رکھا، حالانکہ ایک مرحلے پر ٹیکس دہندہ کی دلیل یہ تھی کہ اگرچہ اصل شراکت داری دونوں خاندانوں کے دو کرتوں نے کی تھی، درحقیقت شراکت داری ابتدا میں بھی دونوں خاندانوں کے بالغ ممبروں کے درمیان تھی۔ تاہم، دفعہ 66(1) کے تحت اس کی درخواست میں پہلی بار ایک اور کیس تجویز کرنے کی کوشش کی گئی تھی، یعنی کہ 13 اپریل 1943 سے پہلے، کاروبار دو ہندو غیر منقسم خاندانوں کے ذریعے نہیں بلکہ افراد کی دو انجمنوں کے ذریعے شراکت میں چلایا جاتا تھا، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس تاریخ سے پہلے کاروبار دونوں خاندانوں کے آٹھ انفرادی افراد کے ذریعے چلایا جاتا تھا۔ اس سے پہلے کسی بھی وقت یہ تجویز نہیں کی گئی تھی کہ پہلے تو دو کارتوں کی شراکت تھی اور پھر 17 جون 1934 کو اور اس سے دونوں کارتوں کے آٹھ بیٹوں کی شراکت تھی، اور یہ کہ آٹھ کی ایسی شراکت تب سے جاری ہے۔

ٹیکس دہندہ کے قابل وکیل کا کہنا ہے کہ اس کے مؤکل کی طرف سے کیے گئے کیس میں کوئی تغیر نہیں ہوا ہے کیونکہ اس کے مطابق شراکت داری ایک ہندو غیر منقسم خاندان کے غیر متزلزل اراکین یعنی کھیترو موہن سدھو خان کے چار بیٹے اور دوسرے ہندو غیر منقسم خاندان کے غیر متزلزل اراکین، یعنی سنیاسی چرن سدھو خان کے چار بیٹوں کے درمیان دو ہندو غیر منقسم خاندانوں کے درمیان شراکت داری کے طور پر بیان کی جاسکتی ہے۔ ایک بھارتیہ غیر منقسم خاندان کو بلاشبہ بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ کے ساتھ اضافی منافع ٹیکس ایکٹ میں بیان کردہ "شخص" کے بیان محاورہ میں شامل کیا گیا ہے لیکن وہ تمام مقاصد کے لیے قانونی شخص نہیں ہے۔ ہندو غیر منقسم خاندان کے معاملات کی دیکھ بھال اور انتظام اس کے کارتوں کے ذریعے کیا جاتا ہے۔

جب دو ہندو غیر منقسم خاندانوں کے دو کارتوں شراکت داری کا فراداد کرتے ہیں تو شراکت داری کو عام طور پر دو ہندو غیر منقسم خاندانوں کے درمیان ایک کے طور پر بیان کیا جاتا ہے لیکن قانون کی نظر میں یہ دونوں کارتوں کے درمیان شراکت داری ہے اور خاندانوں کے دوسرے افراد اصل میں شراکت دار نہیں بنتے۔ تاہم، اس کو

روکنے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ ایک ہندو غیر منقسم خاندان کے انفرادی اراکین کا دوسرے ہندو غیر منقسم خاندان کے انفرادی اراکین کے ساتھ شراکت داری میں داخل ہونا اور ایسی صورت میں یہ انفرادی اراکین کے درمیان شراکت داری ہے اور اس طرح کی شراکت داری کو دو ہندو غیر منقسم خاندانوں کے درمیان شراکت داری قرار دینا مکمل طور پر نامناسب ہے۔ ہمیں اس معاملے کو مزید آگے بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ اب ہمارے سامنے اس معاملے میں یہ ثابت کرنے کے لیے کوئی ثبوت نہیں ہے کہ دونوں خاندانوں کے تمام افراد 14 اپریل 1943 سے پہلے کسی بھی وقت کاروبار میں انفرادی طور پر شراکت دار بن چکے تھے۔ وہ دستاویزات جن کا فی الحال حوالہ دیا جائے گا، اس مقدمے کی حمایت نہیں کرتے ہیں جو اب تشخیص کنندہ کے لیے قابل وکیل کے ذریعے بنایا جانا چاہتا ہے۔

دفعہ 26- الف بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ کے مقاصد کے لیے اندراج کے لیے شراکت داروں کے انفرادی حصص کی وضاحت کرتے ہوئے شراکت داری کے معاہدے کے تحت تشکیل شدہ کسی بھی فرم کی جانب سے انکم ٹیکس افسر کو درخواست دینے کی اجازت دیتا ہے۔ اس دفعہ کی ذیلی دفعہ (2) میں کہا گیا ہے کہ درخواست ایسے شخص یا افراد کے ذریعے کی جائے گی اور اس کی تصدیق اس طرح کی ہوگی جو مقرر کیا جائے۔ بھارتیہ انکم ٹیکس قواعد کے قاعدہ 2 کے مطابق اس طرح کی درخواست پر تمام شراکت داروں کے ذاتی طور پر دستخط ہونے چاہئیں۔ قاعدہ 3 یہ حکم دیتا ہے کہ درخواست اس قاعدے سے منسلک فارم میں کی جائے گی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ 19 اکتوبر 1943 کو کھیتیر موہن سدھوکھان اور ان کے بیٹوں اور بیچن کمار سدھوکھان اور بھائیوں کی جانب سے انکم ٹیکس سال 1942-43 کی تشخیص کے لیے بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ A-26 کے تحت فرم کے اندراج کی تجدید کے لیے درخواست دی گئی تھی۔ اس درخواست میں یہ الزام لگایا گیا تھا کہ فرم کا آئین اور شراکت داروں کے انفرادی حصص جیسا کہ شراکت داری کے معاہدے میں بیان کیا گیا ہے، غیر متغیر رہے۔ درخواست کے گوشوارہ میں مطلوبہ تفصیلات متعین کی گئی تھیں۔ آخری کالم سے پتہ چلتا ہے کہ منافع یا نقصان کے توازن میں کھیتیر موہن سدھوکھان اور بیٹوں کا حصہ 4370 روپے تھا۔ اور بیچن کمار سدھوکھان اور بھائیوں کا بھی 4370 روپے تھا۔

درخواست میں مذکور 19 ستمبر 1943 کا شراکت داری کا معاہدہ، ایسا معلوم ہوتا ہے جو گوستا بہاری سادھو خان اور برادران کے درمیان بنایا گیا تھا۔ پہلا فریق کہا گیا اور نیچن کمار سدھو خان اور برادران۔ دوسرا فریق کہا گیا۔ اس دستاویز کی شق 6 میں کہا گیا ہے کہ شراکت داری کے منافع کا تعلق "شراکت داروں کے برابر ہونا چاہیے، یعنی ہر ایک کا حصہ آٹھ انا ہونا چاہیے"۔ دستاویز کی شق 7 میں "یا تو شراکت دار" اور شق 8 میں "یا تو شراکت دار" کا حوالہ دیا گیا ہے۔ یہ تاثرات واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ شراکت دار صرف دو تھے، اور آٹھ انا کا مساوی حصہ بھی اسی کی نشاندہی کرتا ہے۔ یہ مزید ظاہر ہوتا ہے کہ 28 دسمبر 1944 کو شراکت داری کا ایک اور دستاویز تیار کیا گیا تھا۔ اس دستاویز میں آٹھ فریق ہوتے ہیں۔ اپیل کنندہ کے لیے قابل وکیل پہلے چار دلیلوں پر انحصار کرتے ہیں جو واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ 13 اپریل 1943 سے پہلے بھی دونوں خاندانوں کے آٹھ انفرادی افراد نے شراکت میں کاروبار کیا تھا۔ ان شقوں کی یہ تعمیر واضح طور پر پانچویں دلیل سے مطابقت نہیں رکھتی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ پہلی بیساک، 1350 قبل مسیح یعنی 14 اپریل 1943 کو مذکورہ فرم کو آٹھ شراکت داروں کے طور پر تشکیل دیا گیا تھا۔ اگر فرم پہلی بیساک، 1350 قبل مسیح سے پہلے آٹھ شراکت داروں پر مشتمل تھی، تو یہ کہنے کا کوئی موقع نہیں ہو سکتا تھا کہ "فرم کو آٹھ شراکت داروں پر مشتمل کے طور پر دوبارہ تشکیل دیا گیا تھا"۔ مزید برآں، اپیلٹ ٹریبونل کی طرف سے تیار کردہ مقدمے کا بیان، جو ٹیکس دہندہ کے لیے واجب ہے، واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ 13 اپریل 1943 تک یہ کاروبار دو دیا بھگاہندو غیر منقسم خاندانوں کی طرف سے مشترکہ طور پر کیا جاتا تھا اور اس تاریخ کے بعد ہی دونوں خاندانوں کے آٹھ افراد نے خود کو شراکت داری میں شامل کیا۔ 1943-44 میں فرم کی فائلوں میں ریٹرن میں یہ بھی دکھایا گیا ہے کہ صرف دو شراکت دار۔ کھیتر موہن سدھو خان اور بیٹے اور سنیاسی چرن سدھو خان اور بیٹے۔ ہر ایک کا آٹھ انا حصہ ہے۔ یہ 1944-45 سے ہے کہ آٹھ شراکت دار دکھائے جا رہے ہیں۔ جیسا کہ پہلے ہی بیان کیا گیا ہے، 19 اکتوبر 1943 کی تاریخ کی درخواست بھی اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ فریقین خود سمجھتے تھے کہ کاروبار دو شراکت داروں کے ذریعے کیا گیا تھا۔ مزید برآں، اپیلٹ ٹریبونل کی طرف سے جس سوال کا حوالہ دیا گیا ہے، اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے، جیسا کہ عدالت عالیہ نے نشاندہی کی ہے کہ دو شراکت داروں پر مشتمل شراکت داری جس میں سے ہر ایک ہندو غیر منقسم خاندان تھا، کہ دونوں خاندانوں میں خلل پڑا اور اس طرح کی خلل ڈالنے پر اور اس کے بعد

کاروبار دونوں خاندانوں کے الگ الگ مرد ممبروں کے درمیان اور ان کے درمیان شراکت داری کے ذریعے چلایا گیا۔ ہم عدالت عالیہ سے بھی اتفاق کرتے ہیں کہ اگر ٹیکس دہندہ کا معاملہ یہ ہوتا کہ 14 اپریل 1943 سے پہلے بھی آٹھ افراد کی شراکت داری تھی اور اگر اس معاملے کو اپیلٹ ٹریبونل نے قبول کر لیا ہوتا تو ان حقائق پر قانون کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ حقیقت یہ پائی گئی کہ 13 اپریل 1943 سے پہلے یہ کاروبار دو ہندو غیر منقسم خاندانوں کی شراکت داری کے ذریعے چلایا جاتا تھا جس کا مطلب پہلی نظر میں دو ہندو غیر منقسم خاندانوں کی نمائندگی کرنے والے دو کرتوں کے درمیان شراکت داری ہے اور 14 اپریل 1943 سے یہ دو خلل زدہ خاندانوں کے آٹھ انفرادی افراد کا کاروبار بن گیا کہ قانون کا سوال پیدا ہو سکتا ہے۔ اگر، جیسا کہ ہم سمجھتے ہیں، ٹیکس دہندہ ان حقائق کے پیچھے جانے کا حقدار نہیں ہے جو اپیلٹ ٹریبونل نے مقدمے کے بیان میں پائے ہیں اور جیسا کہ سوال میں ہی مضمحل ہے، تو اس میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ اضافی منافع ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 8 کے معنی میں مصروف رہنے والے افراد میں تبدیلی آئی تھی اور اس کے برعکس اس پر بحث نہیں کی گئی ہے۔ اس لیے ہماری رائے میں، عدالت عالیہ کی طرف سے حوالہ شدہ سوال پر دیا گیا جواب درست تھا۔

1

اس معاملے کے پیش نظر اس بات پر غور کرنا ضروری نہیں ہے کہ آیا سنیسی چرن کے سب سے چھوٹے بیٹے نندو دلال کی 13 اپریل 1943 سے پہلے نابالغ ہونا اور 18 جولائی 1943 کو بلوغت حاصل کرنا، جیسا کہ ٹیکس دہندہ کے قابل وکیل نے کہا ہے، کیس کو اضافی منافع ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 8 کے معنی میں لائے گی۔ اوپر بیان کردہ وجوہات کی بنا پر اس اپیل کو حر جانے کے ساتھ خارج کر دیا جاتا ہے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

اپیل کنندہ کا ایجنٹ: این۔ ایچ۔ سین

جواب دہندہ کے لیے ایجنٹ: جی۔ ایچ۔ راجادھیکش،